

# پرانا عالمی نظام ختم ہونے کو ہے - نیا عالمی نظام ابھر رہا ہے

غزہ کی خیانت 21 ویں صدی کے ابتدائی دور کی سب سے گہری اخلاقی ناکامیوں میں سے ایک ہے۔ ایک آہستہ آہستہ ہونے والا ترک جو ہولوکاسٹ کے بعد کے ”کبھی نہیں دوبارہ“ کے وعدے کو چیر کر رکھ دیا اور خام طاقت اور سیاسی مصلحت کے سامنے بین الاقوامی قانون کی کمزوری کو بے نقاب کر دیا۔ اکتوبر 2023 سے شروع ہو کر 29 ماہ تک دنیا نے دیکھا کہ غزہ مسلسل تباہی کا شکار ہوا: گھر بلبے کے ڈھیر بن گئے، ہسپتال نشانہ بنائے گئے، بچے بھوک سے مر رہے تھے، پوری خاندان مٹا دیے گئے۔ تصاویر سے بچنا ناممکن تھا۔ بھوکے بچے، بغیر بے ہوشی کے ٹانگیں کاٹے گئے لوگ، ہاتھ سے کھودی گئی اجتماعی قبریں۔ پھر بھی ان لوگوں کا رد عمل جنہوں نے عالمی معیارات کی حفاظت کا دعویٰ کیا، بہترین صورت میں بے بس میان بازی تھا اور بدترین صورت میں فعال سازش۔ ویٹو، ہتھیاروں کی ترسیل، اور سفارتی چھتری کے ذریعے۔

”کبھی نہیں دوبارہ“ آشویتز اور ٹریبلنکا کی راکھ سے پیدا ہوا، ایک نذر جو چھ ملین یہودیوں اور کروڑوں دیگر کی صنعتی قتل کے بعد انسانیت کے ضمیر میں کندہ ہو گئی۔ یہ 1945 کے بعد کے نظام کی اخلاقی بنیاد بن گیا: 1948 کی نسل کشی کنونشن، عالمی اعلامیہ حقوق انسان، نورمبرگ کے اصول جو یہ اعلان کرتے ہیں کہ انسانیت کے خلاف جرائم سرحدوں اور خود مختاری سے بالاتر ہیں۔ لیکن غزہ میں یہ وعدہ ٹوٹ گیا۔ اقوام متحدہ کے ماہرین نے، بشمول فلسطینی علاقوں میں انسانی حقوق کے خصوصی نمائندے، نسل کشی کے ساتھ مطابقت رکھنے والے نمونوں کی نشاندہی کی۔ گروہ کے افراد کو قتل کرنا، شدید جسمانی یا ذہنی نقصان پہنچانا، جان بوجھ کر ایسی حالتیں پیدا کرنا جو جسمانی تباہی کا باعث بنیں۔ آزاد بین الاقوامی تحقیقاتی کمیشن نے اسرائیلی حکام کو جنگی جرائم اور انسانیت کے خلاف جرائم کا ذمہ دار ٹھہرایا، جن میں جنگ کے طریقے کے طور پر بھوک مارنا، صفائی، جنسی تعصب، اور جبری منتقلی شامل ہے۔ عالمی عدالت انصاف (ICJ) نے جنوری 2024 میں جاری کردہ عبوری اقدامات میں پایا کہ نسل کشی کنونشن کے تحت ممنوعہ اعمال کا وقوع ممکن ہے اور اسرائیل کو حکم دیا کہ ایسے اعمال روکے، امداد کی ترسیل یقینی بنائے، اور تحریک کو سزا دے۔ بعد کے احکامات اور مشورتی رائے نے انسانی رسائی کو آسان بنانے کی ذمہ داریوں کو مزید مضبوط کیا، بشمول UNRWA کے لیے، اور قبضے کے کچھ پہلوؤں کو غیر قانونی قرار دیا۔

یہ کوئی مبہم قانونی نوٹس نہیں تھے؛ یہ دنیا کی سب سے اعلیٰ عدالت اور معتبر اقوام متحدہ کی تنظیموں کی پابند اعلانات تھیں۔ پھر بھی عملداری نہ ہونے کے برابر تھی۔ اسرائیل نے امداد کو محدود یا روکا۔ UNRWA کو معطل کیا گیا، کراسنگ ماہوں بند رہے، انسانی راہداریاں فوجی بنائی گئیں یا نجکاری کر کے مہلک افزاتفری میں تبدیل کر دی گئیں۔ 2025-2026 تک قحط کی حالتیں دوبارہ ابھریں، راشن کیلوری کی ضروریات کے کسر میں کم کر دیے گئے، ہزاروں کاٹے گئے افراد کے لیے مصنوعی اعضاء روکے گئے، طبی انخلا روک دیا گیا۔ 70,000 سے زائد فلسطینی ہلاک (بیماری، بھوک اور علاج کی کمی سے ہونے والی بالواسطہ اموات کو شمار کرنے پر شاید بہت زیادہ)، دنیا بھر کے پانچ میں سے ایک بچہ تنازعات کے علاقوں میں رہ رہا ہے جس میں غزہ مرکزی مقام پر ہے۔ دنیا جانتی تھی۔ رینل ٹائم سیٹلائٹ تصاویر، صحافیوں کی رپورٹیں، این جی اوز کی رپورٹیں۔ اور پھر بھی احتساب کی مشینری رک گئی۔

بین الاقوامی برادری کا ترک مؤسساتی تھا۔ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل، بار بار امریکی ویٹو سے مفلوج، جنگ بندی یا انسانی وقفوں کو نافذ کرنے میں ناکام رہی۔ فوری طور پر دشمنی روکنے، بلا شرط امداد کی رسائی، اور یرغمالیوں کی رہائی کا مطالبہ کرنے والے قراردادیں ہلاک کر دی گئیں۔ اکثر واشنگٹن کا واحد مخالف ووٹ۔ دیگر اراکین کی تقریباً متفقہ حمایت کے باوجود۔ انسانی “وقفوں” کی تجاویز پیش کی گئیں اور ویٹو کر دی گئیں؛ ICJ کے احکامات کی پابندی کی کالوں کو نظر انداز کیا گیا۔ امریکہ، اسرائیل کا سب سے مضبوط اتحادی، شہری ہلاکتوں کی مذمت کرتے ہوئے بھی محتاط زبان میں، فوجی امداد جاری رکھے ہوئے تھا، تنازع کو حماس کے خلاف خود دفاع کے طور پر پیش کرتے ہوئے وسیع تر محاصرے اور قبضے سے گریز کرتے ہوئے۔ یورپ اور دیگر جگہوں کے اتحادیوں نے تشویش کے بیانات جاری کیے لیکن شاذ و نادر ہی انہیں ٹھوس دباؤ میں تبدیل کیا۔ پابندیاں مؤخر، ہتھیاروں کی برآمد جاری، سفارتی تسلیم برقرار۔

یہ محض غیر فعال نہیں تھا؛ یہ منتخب اندھا پن تھا۔ “کبھی نہیں دوبارہ” کا وعدہ دہائیوں سے منتخب طور پر استعمال ہوتا رہا۔ ہو لوکاسٹ کے لیے درست، بوسنیا کے لیے، روانڈا کے لیے بعد میں۔ لیکن غزہ میں حساب بدل گیا۔ سیاسی اتحاد، لابی کا اثر، اور اسٹریٹجک مفادات نے عالمی اصولوں پر فوقیت حاصل کر لی۔ نتیجہ: ایک قوم کو کھلے آسمان والے قید خانے میں بند کر دیا گیا، بمباری اور ناکہ بندی کا شکار، جبکہ عالمی نظام جو ایسی ہولناکیوں کو روکنے کا دعویٰ کرتا تھا، نظریں پھیر لیتا یا اسے ممکن بناتا۔ خیانت ہر ویٹو، ہر تاخیر والے قافلے، ہر دارالحکومت سے “افکار اور دعاؤں” کے بیان کے ساتھ گہری ہوتی گئی جو عمل کر سکتے تھے مگر نہ کیا۔

غرور ہمیشہ قیمت مانگتا ہے۔ اس نظام کے معماروں۔ جنہوں نے دوسری جنگ عظیم کی راکھ پر ادارے بنائے تاکہ تکرار روکی جائے۔ نے فرض کیا کہ اخلاقی اختیار خود بخود برقرار رہے گا، کہ طاقت قانون اور ضمیر کو بغیر نتائج کے لانتنا ہی طور پر اوور رائیڈ کر

سکتی ہے۔ وہ غلط تھے۔ سلطنتیں جو اٹھتی ہیں گرتی ہیں، اکثر میدان جنگ میں شکست سے نہیں بلکہ شریعت کے ختم ہونے سے۔ جب “کبھی نہیں دوبارہ” ایک نعرہ بن جائے بجائے پابند اخلاق کے، جب بین الاقوامی قانون منتخب طور پر نافذ ہو، جب ایک قوم کی تکلیف جیو پولیٹیکل سہولت کے لیے برداشت کے قابل سمجھی جائے، تو تباہی کے بیج بونے جاتے ہیں۔

اب بل آرہا ہے، اور فرانک ہربرٹ کی ڈیون میں پیش گوئی کی گئی ناگزیر قوت کے ساتھ آرہا ہے۔ ایک ایسی داستان جہاں طاقت، وسائل پر کنٹرول، اور اٹھنے کرنے کے ناگزیر چکر اس طرح چڑھے ہیں جو خیالی سے زیادہ نبوی لگتے ہیں۔ ڈیون کی دنیا سے تین استعارے موجودہ جیو پولیٹیکل زلزلے کو خوفناک درستگی سے فریم کرتے ہیں۔

پہلا، پرنس ایرولان کا اقتباس چلڈرن آف ڈیون سے: “اگر تاریخ ہمیں کچھ سکھاتی ہے تو یہ بس اتنا: ہر انقلاب اپنے اندر اپنی تباہی کے بیج رکھتا ہے۔ اور جو سلطنتیں اٹھتی ہیں، وہ ایک دن گرتی ہیں۔” یہ سنگین انتباہ مارچ 2026 کے واقعات میں گونجتا ہے۔ امریکہ، دوسری جنگ عظیم کے بعد کے نظام کا معمار اور نافذ کرنے والا۔ جو بلا روک ٹوک فوجی پروجیکشن، ڈالر کی بالادستی، اور منتخب اخلاقی اختیار پر مبنی تھا۔ اب اپنے ہی تجاوز کے خود ساختہ زخموں کا سامنا کر رہا ہے۔ جو غزہ میں بے سزا پن پر اخلاقی نفرت سے شروع ہوا وہ ساختہ چیلنج میں تبدیل ہو گیا: سلطنت کا اسرائیل کے لیے مطلق حمایت پر اصرار، دستاویزی ہولناکیوں کے باوجود، جنوبی عالم میں نفرت بوجھا ہے اور قریب تر اتحادوں کو توڑ رہا ہے۔ ہر اضافہ۔ نازک جنگ بندیوں کے دوران سربراہان کی ہلاکتیں، یوکرین اور انڈونیشیا سے دفاعی نظاموں کی منتقلی۔ مزید شدید رد عمل کے بیج بوجھا ہے۔ 28 فروری 2026 کو سپریم لیڈر علی خامنہ ای کی ہلاکت، جاری مذاکرات کے درمیان، باقی ماندہ سفارتی اعتماد کو توڑ دیا۔ ان کے بیٹے مجتبیٰ خامنہ ای، ذاتی اور خاندانی نقصانات سے سخت ہو کر، انتقام اور مسلسل مزاحمت کا عہد کر چکے ہیں، فلسطین کے لیے نظامی انصاف کے بغیر جنگ بندی سے انکار کرتے ہوئے۔ تاریخ، جیسا کہ ایرولان یاد دلاتی ہے، مستقل عروج کی اجازت نہیں دیتی؛ وہی میکانزم جو امریکہ کو سپر پاور بنائے تھے اب مصمم، غیر متکافی مزاحمت کے سامنے کمزوریاں ظاہر کر رہے ہیں۔

دوسرا، بارون ولادیمیر ہارکونن کا مشہور جملہ: “جو مصالحے کنٹرول کرتا ہے، وہ کائنات کنٹرول کرتا ہے۔” ہربرٹ کے کائنات میں میلانج۔ بوڑھا پے روکنے والا مصالحے۔ بین النجی تہذیب کا محور ہے: زندگی بڑھاتا ہے، شعور پھیلاتا ہے، اور گلدنیوی گیٹرز کو خلاء فولڈ کرنے دیتا ہے۔ اس لیے اراکس پر کنٹرول سب کچھ پر کنٹرول کے مترادف ہے۔ ہمارے تشبیہ میں تیل (اور کم حد تک بلع قدرتی گیس) مصالحے کا کردار ادا کرتا ہے۔ دہائیوں سے امریکہ نے بہاؤ پر غلبہ رکھا۔ ہمیشہ ذخائر کی براہ راست ملکیت سے نہیں، بلکہ بحری برتری سے سمندری راستوں کی حفاظت، اتحادوں سے دوستانہ پروڈیوسرز کی ضمانت، اور پیٹرو ڈالر سسٹم سے ڈالر کی طلب کو یقینی بنا کر۔ ہرمز کاتنگ راستہ، جس سے روزانہ تقریباً 20 فیصد عالمی تیل گزرتا تھا، جدید اراکس کا گلا گھونٹنے والا نقطہ بن گیا۔ ایران کا موثر بندش۔ یا شدید پابندی۔ تنگ راستے پر، میزائل دھمکیوں، کانوں، اور انشورنس منسوخی سے تعاون یافتہ،

اس کنٹرول کو الٹ دیا۔ ٹریفک قطروں میں گر گئی؛ خلیجی پروڈیوسرز زبید اور کم کر رہے ہیں کیونکہ سٹوریج اور فلو ہے؛ باب المنذب سے دوبارہ راستہ کی کوششیں حوثی دھمکیوں کا سامنا کر رہی ہیں۔ پیٹر وڈالر خود لرز رہا ہے کیونکہ ایران متحد کارگو کے لیے یوان یا روبل میں تجارت کر رہا ہے۔ پرانے نظام کے معمار۔ واشنگٹن اور اس کے قریبی اتحادی۔ اچانک دریافت کر رہے ہیں کہ نام نہاد کنٹرول کا مطلب کچھ نہیں جب بہاؤ خود روکا جاسکے۔

پھر بھی گہری بصیرت چلڈرن آف ڈیون miniseries کی ایک نفیس مشاہدہ سے آتی ہے (ہر برٹ کے تھیز کی بازگشت): ”یہ نہیں کہ کون مصالح کنٹرول کرتا ہے، بلکہ کون اسے تعطیل کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔“ یہ الٹ موجودہ لمحے کی روح کو پکڑتا ہے۔ امریکہ اب بھی سب سے بڑی بحریہ، جدید ترین لڑاکا طیارے، اور گہرے اسٹریٹجک ذخائر کا دعویٰ کر سکتا ہے، لیکن ایران۔ روسی انٹیلی جنس، چینی اقتصادی ہیجنگ، اور پراکسیز کے نیٹ ورک سے بالواسطہ تعاون۔ نے دکھایا کہ اعلیٰ طاقت تعطیل میں ہے۔ میزائل حملوں کو جاری رکھ کر، ہرمز کو گلا گھونٹ کر، اور ثانوی گلا گھونٹنے والے مقامات کو دھمکی دے کر، تہران ایسی لاگت عائد کرتا ہے جسے سلطنت پائیدار طور پر میج نہیں کر سکتی۔ امریکی گولہ باری ہفتوں میں سالوں کے ذخائر ختم کر رہی ہے؛ انٹر سپیٹرز دیگر تھیٹرز سے ہٹائے جا رہے ہیں؛ اتحادی خاموشی سے بیسنگ معاہدوں کا دوبارہ جائزہ لے رہے ہیں کیونکہ امریکی محفوظ سائنس ایسی آگ کا نشانہ بن رہی ہیں جنہیں وہ مکمل طور پر روک نہیں سکتے۔ کیریئرز، جو پہلے بلا روک ٹوک پروجیکشن کی علامت تھیں، اب ہائپر سونک اور ڈرون سوارم کی دنیا میں مسلسل خطرے کے تحت کام کر رہے ہیں۔ بل آف کو کال کیا گیا: غالب روایتی طاقت در برداشت کرنے اور غیر متکافی استنزاف عائد کرنے کی تیاری کے سامنے لڑکھڑا جاتی ہے۔

یہ غصہ جو اس حساب کو بھڑکایا۔ اگر بے سزا پن ختم ہو تو نظاماتی تباہی کو خوش آمدید کہنے کی تیاری۔ ایک گہری حقیقت کو ظاہر کرتا ہے: جب اخلاقی تھکن مادی زیادتی سے ملتی ہے تو گراوٹ تیز ہو جاتی ہے۔ مغرب میں عام عوام، تکلیف کی میڈی ایٹڈ تصاویر سے بے حس یا مشغول، جنرل سٹرائیکس یا رضامندی کے بڑے ہیمنے پرواپسی سے مشین کو روکنے میں ناکام رہے۔ اب دروپمپ پر اور جیب میں محسوس ہوتا ہے۔ انٹرنیشنل انرجی ایجنسی کا ریکارڈ 400 ملین بیرل ریلیز (11 مارچ 2026)۔ تاریخ کا سب سے بڑا۔ ہفتوں، شاید مہینوں کا وقت خریدتا ہے، لیکن اگر تعطیلات جاری رہیں تو جون کے آخر تک ختم ہونے کا خطرہ ہے۔ تیل کی قیمتیں 100 ڈالر + فی بیرل کی طرف بڑھ رہی ہیں (بدترین منظر ناموں میں 135-200 ڈالر)؛ یورپی پیٹنج مارکس جیسے TTF گیس میں اضافہ؛ ہائی ٹیکس مارکیٹوں میں ایندھن کے مساوی 20 یورونی لیٹر قریب آرہے ہیں۔ یہ جیب کی صدمہ۔ دور کی ہولناکیوں سے کہیں زیادہ فوری۔ وہ بڑے مظاہرے، جنرل سٹرائیکس، اور انتخابی بغاوتیں بھڑکا رہا ہے جو طویل عرصے سے غائب تھیں۔

یورپ، خاص طور پر جرمنی، کمزوری کے مرکز میں ہے۔ برلن کا انرجی وینڈے۔ نیوکلیئر کو مرحلہ وار ختم کرنا اور کونلہ کم کرنا تیز کرنا۔ اختیارات کو درآمد شدہ گیس اور وقفہ وقفہ سے قابل تجدید توانائی تک محدود کر دیا، بجلی کی قیمتیں عالمی فوسل اتار چڑھاؤ کی یرغمال بنا دیں۔ فرانس نیوکلیئر بیس لوڈ سے بچاؤ کرتا ہے؛ پولینڈ اور اسپین کونلہ یا مضبوط سولر سے الگ تھلگ؛ امریکہ، چین، روس، اور جاپان متنوع گھریلو ذرائع سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ جرمنی، تاہم، شدید صنعتی درد، مالی دباؤ، اور سیاسی ختم ہونے کا سامنا کر رہا ہے۔ چانسلر میرز کا اتحاد مالی روایتیت اور غیر مشروط وابستگیوں پر قائم ہے۔ یوکرین کی امداد، روس پر پابندیاں، اسرائیل کی غیر مشروط حمایت۔ جبکہ جنوبی ریاستیں (آئرلینڈ، اسپین، اٹلی) غزہ پر اخلاقی منافقت سے تنگ ہیں، اور ہنگری / سلوواکیہ روسی درآمدات پر پابندیوں کو آسان بنا کر توانائی کی حقیقت پسندی کی طرف دھکیل رہے ہیں۔ تیل کا بحران ہر شگاف کو بڑھاتا ہے: درد کی غیر مساوی تقسیم ویٹو کی زنجیر، پالیسی الٹ، یا یورپی یونین کی یکجہتی کے مکمل ٹوٹنے کا خطرہ ہے۔ جرمنی یا تو جھک جائے گا۔ گھریلو بغاوت اور قبل از وقت انتخابات سے بچنے کے لیے موقف نرم کرے گا۔ یا بلاک کے ٹوٹنے کا محور بن جائے گا۔

ایران کا موقف تعطیل کے نمونے کو اجاگر کرتا ہے۔ مجتبیٰ خامنہ ای کی جانشینی نے انتقام کو اسٹریٹجک وضاحت سے جوڑ دیا ہے۔ فعال مذاکرات کے دوران حملوں کے بعد کوئی آف ریمپ نہیں؛ اعتماد ٹوٹ چکا ہے۔ تہران محض تنزیلی نہیں مانگتی بلکہ نظاماتی انصاف۔ فلسطین کو نوآبادیاتی سے آزاد، "صیہونی وجود" کو ختم۔ ایسی شرائط جو امریکہ کی ایسی انتظامیہ کے لیے سیاسی طور پر ناممکن ہیں جو اسرائیل نواز نیٹ ورکس اور لابی کے اثر سے جکڑی ہوئی ہے۔ چہرہ بچانے والے اخلاقی کوششیں اس انتہا پسندی کے سامنے ناکام ہو جاتی ہیں۔ رژیم کی دہائیوں کی تیاری۔ میزائل پھیلاؤ، پراکسیز کو سخت کرنا، کرنسی ہیجنگ۔ اب درستگی سے عمل میں آرہی ہے، امریکی اڈوں کو اثاثوں سے ذمہ داریوں میں تبدیل کر کے اور اتحادوں کو بوجھ بنا کر۔

ڈیون کی حکمت میں، ہر انقلاب اپنی تباہی کے بیج رکھتا ہے، اور سلطنتیں گرتی ہیں کیونکہ وہ بھول جاتی ہیں کہ شریعت کے بغیر طاقت نازک ہوتی ہے۔ غزہ کا ترک اس بھولنے کا مظہر تھا: غرور جس نے ہمیشہ بے سزا پن فرض کیا۔ قیمت کوئی مجرد عدل مؤخر نہیں؛ یہ اب جاری تفلیک ہے۔ معاشی افراطی، جیو پولیٹیکل دوبارہ ترتیب، وہ چہرہ جو قواعد پر مبنی دنیا کی حمایت کا دعویٰ کرتا تھا اس کا ٹوٹنا۔ بل واجب الادا ہے، اور تاریخ، بے رحم، اسے مکمل پیش کر رہی ہے۔

جو ابھر رہا ہے وہ محض گراوٹ نہیں بلکہ تبدیلی ہے: ایک کثیر قطبی صبح جہاں تعطیل انصاف کو مجبور کرتی ہے، جہاں پرانے نظام کا اخلاقی دیوالیہ ایک نئے، اگرچہ انتشار زدہ، روشن خیالی کی راہ ہموار کرتا ہے۔ مصالحو اب واشنگٹن کی شرائط پر نہیں بہتا۔ اور اس سادہ حقیقت میں نہ صرف ایک اختتام کی ابتدا ہے۔ بلکہ شاید، بالآخر، کچھ زیادہ انصاف پسند چیز کے بیج۔